غیر مقلدین کے فتنہ و چال اور رفع یدین جیسی پر
مکر سازش کے رد پر مختصر رسالہ بنام

رفع یدین
اور
فتنہ غیر مقلدین

گدائے مصطفیٰ اسیر حضور شیر نیپال
ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

ناشر: کنز الایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

رفع یدین کے تعلق سے اعتراضات وجوابات پر مشتمل ایک

نایاب رسالہ بنام

رفع یدین
وفتنۂ غیر مقلدین

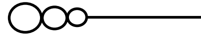
﴿ تصنیف ﴾

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی)

متھلا بہاری نگرپالیکا، تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

ناشر

کنزالایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی ۸ (نیپال)

نام کتاب	:	رفع یدین اور فتنۂ غیر مقلدین
تصنیف	:	ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی)
تاریخ تصنیف	:	جولائی 2022ء
نظر ثانی	:	مفتی کلام الدین نعمانی مصباحی، مہوتری، نیپال نائب ایڈیٹر نیپال اردو ٹائمز
صفحات	:	000
ناشر	:	کنزالایمان فاؤنڈیشن، تاراپٹی ۸ (نیپال)

---﴿ملنے کے پتے﴾---

۱۔ متھلا بہاری نگرپالیکا، وارڈ نمبر ۷، تاراپٹی مشرقی محلہ، دھنوشا (نیپال)
۲۔ www.barkatussunnah.com



از: ادیب شہیر، مفتی باکمال، حافظ احادیث کثیرہ حضرت علامہ

مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی

شیخ الحدیث جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد ناسک (مہاراشٹر)

محب گرامی قدر، عالی مرتبت، سامی منقبت حضرت مولانا مفتی ابوالعطر محمد عبدالسلام صاحب امجدی برکاتی زید اقبالہ وعلمہ وفضلہ خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ کا رسالہ بنام ”رفع یدین وفتنۂ غیر مقلدین“ کا سرسری طور پر مطالعہ کیا جس میں موصوف مکرم نے قرآنی آیات، کتب تفاسیر، احادیث و آثار، ائمہ مجتہدین کے اقوال، فقہائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں اور سلفیوں کے اسلاف دشمن مولویوں کی کتابوں سے صرف تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کرنے اور نماز کے دیگر ارکان میں رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت آسان لب و لہجہ، دلنشیں اسلوب اور خوبصورت انداز میں تحریر کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے، ساتھ ہی نماز میں قرأت خلف الامام، سینے پر ہاتھ باندھنے، اورآمین بالجہر (یعنی بلند آواز سے آمین کہنا) وغیرہ جیسے مسائل میں اپنے صحیح موقف کو دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کرنے کی سعی اور مخالفین کے نظریہ کا ردّ بلیغ فرمایا ہے۔

نیز غیر مقلدین کے جاہلانہ اعتراضات کا دنداں شکن جواب رقم فرمایا ہے۔
موصوف محترم نے آخر میں سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو غیر مقلدین کے دام دجل و فریب میں پھنسنے سے بچنے کے لئے ان کے باطل عقائد، فاسد نظریات، خلاف شرع اور گندے گھناؤنے مسائل کی نشاندہی فرمائی ہے۔

موصوف معظم جہاں گوناگوں اور بھانت بھانت خوبیوں کے حامل ہیں، وہیں قلم سیال کے مالک اور سریع التحریر قلم کار ہیں، کئی ایک کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔

مولائے قدیر موصوف مکرم کی اس کاوش کو مقبول و مشکور فرمائے اور ان کے علم و عمل، فضل و کمال میں ترقی عطا فرمائے اور مزید خدمات دین کی توفیق بخشے اور حاسدوں کی نگاہ بد سے محفوظ فرمائے۔

آمین یارب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد رحمت علی امجدی
خادم تدریس وافتا جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد ناسک
۳؍ شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق ۲؍ فروری ۲۰۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل نماز سے ایک رفع یدین ہے، یعنی دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا، رفع یدین ابتداءً نماز کے کئی ارکان میں تھا، پھر بتدریج رفع یدین کی بعض صورتیں منسوخ ہوگئیں اور صرف ایک صورت رہ گئی، وہ ہے نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا، اسی پر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری عمل رہا ہے، جس کی روایت ونقل متعدّد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین کی آخری صورت جس پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عمل رہا ہے وہ ہے نماز کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانا، یہی قول امام اعظم، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے، اس کے علاوہ باقی صورتیں متروک ومنسوخ ہیں۔

البتہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفع یدین کے قائل ہیں، مگر رفع یدین نہ کرنے والے احناف پر غیظ وغضب اور طعن وتشنیع کی تیر نہیں برساتے اور نہ تضلیل وتحقیر کرتے ہیں، جس طرح بدباطن غیر مقلدین سلفی کرتے ہیں، جنہوں نے ایک آسان تر مسئلہ کو نازک و دشوار بنادیا ہے اور اہل سنت و جماعت کے اس طبقہ پر جو رفع یدین نہیں کرتے ایسے ایسے جاہلانہ فتویٰ کی مشین گن چلاتے رہتے ہیں کہ اس سے اہل علم کا سینہ چھلنی چھلنی ہوجاتا ہے، بعض عوامِ اہل سنت تذبذب کے شکار ہوجاتے ہیں، اور یہ سب سلفی غیر مقلدین نے اپنے آقا ابلیس کو خوش کرنے کے لئے کیا ہے، جس سے امت میں اختلاف وانتشار اور نزاع کی صورت بنی ہوئی ہے۔

یاد رہے رفع یدین غیر مقلدین کا ایک پھندا ہے، جس کے سہارے وہ بھولے بھالے سنی عوام کو بہکانے کی کوشش کرتے ہیں اور ائمہ مساجد کو الجھا کر خود کو اہل حدیث ہونے کا نعرہ لگاتے ہیں، اور ان احادیث پر تکیہ کرتے ہیں جن کی حقیقت، پس منظر و پیش اور منسوخیت سے خود نابلد ہیں، یا جان بوجھ کر چشم پوشی کرتے ہیں۔

اہل حدیث بعض اوقات شوافع حضرات کے رفع یدین کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، جبکہ شوافع حضرات امام معین کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں، جنہیں وہ اپنی دلیل سے ثابت مانتے ہیں۔ اور یہ غیر مقلدین کسی امامِ معین کی تقلیدِ ضروری کے بغیر رفع یدین کرتے ہیں۔

آگے تقلید شخصی کے فوائد و دلائل اور تقلید نہ کرنے کے نقصانات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی، نیز اختصار کے ساتھ غیر مقلدین کے باطل عقائد و نظریات اور ناپاک افکار بھی تاکہ ان کے خبثِ ظاہر و باطن سے مسلمان آگاہ رہیں اور پھر ان کی کوئی بھی بات و مسئلہ سننے پر ذہن و دل آمادہ ہی نہ ہوں۔ (ان شاء اللہ)

رفع یدین نہ کرنے کے دلائل ملاحظہ کریں۔

قرآن وتفسیر:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَۙ(۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَۙ(۲)

(سورہ: المؤمنون، ۱،۲)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

تفسیر: امام حسن بصری تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"خاشعون الذین لایرفعون ایدیهم فی الصلوٰة الا فی التکبیرة الاولیٰ"۔ (تفسیر سمرقندی ج۲ص۴۰۸)

ترجمہ: خشوع وخضوع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نماز کی ابتداء میں صرف ایک بار رفع یدین کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمینا و شمالا و لا یرفعون ایدیهم فی الصلوٰة۔

ترجمہ: خشوع کرنے والے: مراد وہ لوگ ہیں جو نماز میں تواضع اور عاجزی کرتے ہیں، اور وہ دائیں بائیں توجہ نہیں کرتے ہیں، اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

سنت:

(۱) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ بِالْبَصْرَةِ، فَقَالَ: ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلَاةً، كُنَّا

نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم، فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَ كُلَّمَا وَضَعَ.

(بخاری ج۱ص۱۷۲، سنن کبری، ج۲ص۷۸ حدیث نمبر۲۳۲۶)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد کروادی جو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ آپ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) جب بھی اٹھتے اور جھکتے تو تکبیر کہا کرتے تھے۔"

اس حدیث میں اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کا ذکر ہے، مگر رفع یدین کا نہیں۔

(۲) عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی الله عنه، أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِي هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وآله وسلم، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وآله وسلم.

(بخاری ج۱ص۲۷۲، مسلم ج۱ص۲۹۵ حدیث نمبر:۳۹۳)

ترجمہ: حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، جب انہوں نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی، جب سر اٹھایا تو

تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو تکبیر کہی، جب نماز مکمل ہوگئی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کی نماز یاد کرادی ہے (یا فرمایا:) انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے"۔

اس حدیث میں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، جو زبردست طمانچہ ہے سلفیوں کے منہ پر۔

(۳) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ، فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم۔

(بخاري ج۱ص ۲۷۲ حدیث نمبر: ۷۵۲، مسلم، ج۱ص ۲۹۳، حدیث نمبر: ۳۹۲، سنن النسائي، ج۲ص ۲۳۵، حدیث نمبر: ۱۱۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے، وہ جب بھی جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے"۔

(۴) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی الله عنه كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ، فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)، ثُمَّ يَقُولُ: (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)، قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ،

ثُمَّ يَقُوْلُ : (اَللّٰهُ أَكْبَرُ)، حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الاِثْنَتَيْنِ، وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ حِينَ يَنْصَرِفُ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم، إِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ لَصَلَاتَهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔

(بخاری: ج ۱، ص ۲۷۶ حدیث نمبر: ۷۷۰، سنن ابوداود ج ۱، ص ۲۲۱، حدیث نمبر: ۸۳۶)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ہر نماز میں تکبیر کہتے خواہ وہ فرض ہوتی یا دوسری، ماہِ رمضان میں ہوتی یا اس کے علاوہ جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ) کہتے۔ پھر سجدہ کرنے سے پہلے (رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ) کہتے۔ پھر جب سجدے کے لئے جھکتے تو (اللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوسری رکعت کے قعدہ سے اٹھتے تو تکبیر کہتے، اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر فارغ ہونے پر فرماتے: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم سب میں سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے

ساتھ زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تادمِ وِصال اسی طریقہ پر نماز ادا کی۔"

(۵) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی الله عنه يَقُولُ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُوْمُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ. ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: (رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ). قَالَ عَبْدُ اللهِ: (وَلَكَ الْحَمْدُ). ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ.

(بخاري ج ۱ ص ۲۷۲، حدیث نمبر: ۷۵٦، مسلم، ج ۱ ص ۲۹۳ حدیث نمبر: ۳۹۲)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہتے جب کہ رکوع سے اپنی پشت مبارک کو سیدھا کرتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر (رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ) کہتے، پھر جھکتے وقت تکبیر کہتے، پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے، پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے، پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ پوری ہو جاتی اور جب

دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔

(٦) عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ۔

(سنن نسائی ج۱ ص۱۵۸، سنن ابوداوٗد ج۱ ص۱۱۶)

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور صرف ایک بار رفع یدین آپ نے فرمایا اور اس کے بعد (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کیا۔

(۷) عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و سلم اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاَبْصَرَ قَوْمًا قَدْ رَفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ فَقَا لَ قَدْ رَفَعُوْهَا كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ۔"

(صحیح ابن حبان ج۳ ص۱۷۸، مسلم ج۱ ص۱۸۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "انہوں نے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح اٹھایا ہے، تم نماز میں سکون اختیار کرو۔

دیکھیں اس حدیث پاک میں کتنی وضاحت کے ساتھ رفع یدین کی ممانعت بزبان نبی اکرم ﷺ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نماز

میں رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا: اُسْکُنُوا فِی الصَّلٰوۃِ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس حدیث پاک سے نماز میں ابتدائی رفع یدین جو تکبیر تحریمہ کے وقت کیا جاتا ہے اس کے علاوہ تمام طرح کے رفع یدین کی نفی ہے، اور محدثین کرام نے بھی اس حدیث پاک سے ترک رفع یدین پر استدلال کر کے غیر مقلدین کی ذلت کا سامان مہیا کر دیا ہے، اور اس باطل گروہ کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔

امام زیلعی اور علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

انما یقال ذلك لمن یرفع یدیه فی اثناء الصلوۃ وھو حالة الرکوع او السجود ونحو ذالك۔

(نصب الرایہ ج1 ص472، شرح سنن ابی داود للعینی ج3 ص29)

ترجمہ: یہ الفاظ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس شخص کو کہے جاتے ہیں جو دوران نماز رفع یدین کر رہا ہو، اور یہ حالت رکوع یا سجود وغیرہ کی ہوتی ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وقد ذکر ابن القصار ھٰذا الحدیث حجة فی النھی عن رفع الایدی علی روایة المنع من ذالك جملة۔

(اکمال العلم بفوائد مسلم ص344 ج2)

ابن قصار نے اس حدیث کو ترک رفع یدین پر بطور حجت پیش کی ہے۔

اقوال ائمہ وفقہا:

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

السنة ان یکبر الرجل فی صلاته کلما خفض و کلما رفع واذا انحط للسجود کبر واذا انحط للسجود الثانی کبر فاما رفع الیدین فی الصلوٰۃ فانه یرفع الیدین حذوالاذنین فی ابتداء الصلوٰۃ مرۃ واحدۃ ثم لایر فع فی شئی من الصلوٰۃ بعد ذلك وهذا کله قول ابی حنیفة رحمۂ الله وفی ذلك اٰثار کثیرۃ۔

(مؤطاامام محمد ص۹۱،۹۰)

ترجمہ: سنت یہ ہے کہ آدمی نماز میں جب بھی جھکے اور جب بھی اٹھے تو اللہ اکبر کہے، جب سجدہ کرے اور دوسرے سجدے کے لیے جھکے تو تکبیر کہے، رہا نماز میں رفع یدین کا مسئلہ، تو وہ یہ ہے کہ نماز کے شروع میں صرف ایک بار کانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے، اس کے بعد نماز میں کسی مقام پر بھی رفع یدین نہیں کرے، یہی امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا قول ہے اور اس بارے میں کثیر آثار ہیں۔

حضرت ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ولیس فی غیر التحریمة رفع یدین عند ابی حنیفة رحمه الله لخبر مسلم عن جابر بن سمرۃ۔

(مرقاۃ ج۲ص۲۷۵، حاشیہ نسائی ج۱ص۱۶۱)

ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۂ اللہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع

یدین نہیں ہے، اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جسے امام مسلم نے نقل کیا ہے۔

حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فانہم قد اجمعوا ان التکبیرۃ الاولیٰ معہا رفع وان التکبیرۃ بین السجدتین لارفع معہا واختلفوا فی تکبیرۃ النہوض وتکبیرۃ الرکوع فقال قوم حکمہا حکم تکبیرۃ الافتتاح وفیہما الرفع کما فیہا الرفع وقال اٰخرون حکمہما حکم التکبیرۃ بین السجدتین ولارفع فیہما کما لا رفع فیہا ...وھو قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔
(شرح معانی الآثار ج۱ص۱۴۸)

ترجمہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے، اور سجدوں کے درمیان تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں ہے، اور انہوں نے جھکنے کے لیے اور رکوع والی تکبیر کے رفع یدین کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ پس ایک قوم نے کہا کہ ان دونوں کا حکم افتتاح والی تکبیر کے حکم کی طرح ہے، جس طرح وہاں رفع یدین ہے تو ان دونوں مقامات پر بھی رفع یدین ہوگا، جبکہ دوسری جماعت نے کہا ہے کہ ان دونوں تکبیروں کا حکم سجدوں کے درمیان والی تکبیر کے حکم کی طرح ہے، جس طرح سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں ہے، ایسے ہی رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہیں کیا جائے گا، اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ، قاضی ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔

امام شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمحتار شرح در مختار معروف بہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں:

قوله إلا فی سبع أشار إلی أنه لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات، خلافا للشافعی وأحمد، فیکره عندنا ولا یفسد الصلاۃ الخ۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ إلی انتہائھا ج ا، ص ۴۷۴)

ترجمہ: مصنف یعنی صاحب در مختار کے قول إلا فی سبع میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تکبیرات انتقالات کے رفع یدین نہیں کیا جائے گا، اس میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا، پس احناف کے نزدیک رفع یدین مکروہ (خلاف اولیٰ) ہے، اور نماز فاسد نہیں ہوگی۔

المدونۃ الکبری جو مذہب مالکیہ کی بہت ہی معتبر و مستند کتاب ہے اس میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لا أعرف رفع الیدین فی شیء من تکبیر الصلاۃ، لا فی خفض ولا فی رفع إلا فی افتتاح الصلاۃ، یرفع یدیه شیئا خفیفا، والمرأۃ فی ذلك بمنزلة الرجل)، قال ابن القاسم: (کان رفع الیدین ضعیفا إلا فی تکبیرۃ الإحرام۔

(المدونۃ الکبری للإمام مالک ج 1 ص 107 - دار الفکر بیروت)

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع یدین نہیں جانتا، نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت، مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت، امام مالک کے صاحب و شاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا ضعیف ہے، مگر صرف تکبیر تحریمہ میں۔

یعنی رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کیا جائے، باقی تکبیروں میں نہیں کیا جائے گا۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے ہر گز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا، بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا خلاف ثابت ہے، نہ احادیث میں اس کی مدّت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں۔۔۔۔ ترک رفع یدین پر احادیث کریمہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

”اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا، اور حاظر مبیح پر مقدم ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا، حنفیہ کو ان کی تقلید چاہئے، شافعیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ کی پیروی کریں، کوئی محلِ نزاع نہیں، ہاں وہ حضرات تقلیدِ ائمہ دین کو شرک و حرام جانتے اور باآنکہ علمائے مقلدین کا کلام

سمجھنے کی لیاقت نصیب اعداء اپنے لئے منصبِ اجتہاد مانتے اور خواہی نخواہی تفریق کلمہ مسلمین و اثارت فتنہ بین المومنین کرنا چاہتے، بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت و ناموری سمجھتے ہیں، اُن کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہئے۔ مانا کہ احادیث رفع ہی مرجع ہوں، تاہم آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں، غایت درجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امرِ مستحب ٹھہرے گا کہ کیا تو اچھا، نہ کیا تو کچھ برائی نہیں، مگر مسلمانوں میں فتنہ اُٹھانا دو ۲ گروہ کر دینا، نماز کے مقدمے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچانا شاید اہم واجبات سے ہو گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **والفتنۃ اشد من القتل** (القرآن /۱۹۱) فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج6، ص153-155)

احادیث و افرامین ائمہ وفقہاء متقدمین پیش کرنے کے بعد چودھویں صدی کے عظیم محقق وفقیہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا مبارک قول بھی پیش کر دیا تاکہ وہ لوگ جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ اور ان کے فتاویٰ پر اعتماد رکھتے ہیں وہ ان غیر مقلدین فتنہ پرور سے محفوظ رہ سکیں جو عوام کو ورغلا کر ان کے ایمان پر شبخوں مارنے کی کوشش و تاک میں رہتے ہیں، اتنی پیاری اور سلجھی ہوئی باتیں اعلیٰ حضرت نے فرمائی ہیں کہ تمام نزاع کو ختم فرما دیا ہے ،اس کے باوجود اگر غیر مقلدین بے عقل و شعور سمجھ نہ سکیں تو یہی کہا جائے گا کہ

جب خدا دین لیتا ہے — تو عقلیں چھین لیتا ہے

مولانا عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

قول ابی حنیفة ووافقه فی عدم الرفع الامرة الثوری و الحسن بن حیی وسائر فقهاء الکوفة قدیما وحدیثاوهو قول ابن مسعودواصحابه...الخ

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے کہ رفع یدین صرف ایک بار کرنا چاہئے۔اور امام سفیان ثوری ،حسن بن حیی اور تمام متقدمین اور متاخرین فقہائے کوفہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپ کے اصحاب کا بھی یہی مؤقف ہے۔(التعلیق الممجد،ص۹۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

عدم رفع راجح ست باآں کہ وے از جنس سکون ست کہ مناسب ترست بحال صلوٰۃ کہ خضوع وخشوع است۔(اشعۃ اللمعات ج۱ص۳۵۸)

ترجمہ:رفع یدین نہ کرنا راجح ہے اور اس کا تعلق سکون سے جو نماز کے مناسب ہے کہ اس میں خضوع وخشوع ہونا چاہئے۔

سلفیوں کے آباواجداد لکھتے ہیں:

(1)مولاناسید نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

رفع یدین میں جھگڑا کرنا تعصب اور جہالت کی بات ہے،کیونکہ آنحضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں،دلائل دونوں طرف ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد1صفحہ 141)

لیجئے جناب! نذیر حسن صاحب جو سلفیوں کے ماویٰ وملجا اور معتمد ہیں انہوں نے تو رفع یدین کے بابت جھگڑنے والوں کو جاہل تک کہہ دیا، اب اس سے سمجھ میں آگیا کہ واقعی یہ غیر مقلدین جاہل اور متعصب ہیں جیسا ان کے آقا نے کہا ہے۔

(2) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جماعتِ غیر مقلدین کے بڑے عالم تھے، وہ اپنی کتاب روضہ الندیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رفع یدین و عدم رفع یدین نماز کے ان افعال میں سے ہے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے، اور سب سنت ہے، دونوں بات کی دلیل ہے، حق میرے نزدیک یہ ہے کہ دونوں سنت ہیں۔ (ص148)

اور اسی کتاب میں اسماعیل قتیل کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں:

ولا یلام تارکه وان ترکه مد عمره (صفحہ150)

یعنی رفع یدین کے چھوڑنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی، اگرچہ پوری زندگی وہ رفع یدین نہ کرے۔

ان مذکورہ آیت کریمہ، تفسیر، احادیث اور اقوال ائمہ وفقہاء مجتہدین اور خود سلفیوں کے پرکھوں کی عبارات سے واضح ہے کہ رفع یدین نماز میں صرف ایک بار نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہے، اور ہر رکن میں رفع یدین نہ کرنے والے حنفی پر ملامت کرنا جیسا کہ سلفی متشددین کرتے ہیں وہ نرے جاہل و متعصب ہیں جیسا کہ اس کے آقا مولوی نذیر حسن نے لکھا۔

سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ ان سلفی غیر مقلدین سے ہمارا اختلاف نماز میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے سے نہیں بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان کے اکابر مولویوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں ہیں، اسی لئے اس نام نہاد اہل حدیث سے ہمارا جو اختلاف ہے وہ بنیادی اور اعتقادی ہے۔

اللہ تعالیٰ متشدد وگمراہ ،فتنہ پرور غیر مقلدین سلفیوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور عوام اہل سنت کو ان کے فتنوں سے بچائے۔آمین بجاہ طٰہٰ ویاسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غیر مقلدین کے فتنے:

مسلمانو!

اوپر نماز میں رفع یدین کسی امام مجتہد کی تقلید کئے بغیر نہ کرنے پر میں سمجھتا ہوں اطمینان بخش گفتگو ہو چکی ہے، اس کے علاوہ اس بات کو سمجھنا ہمارے عام سنی مسلمان بھائیوں کو ضروری ہے اور مساجد کے ائمہ حضرات کا فرض منصبی ہے کہ اپنے سنی مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور ان کے ایمان و عقیدے کے تحفظ کے لئے یہ بات ذہن نشین کرادیں کہ رفع یدین کا بہانہ بنا کر یہ غیر مقلدین سنی عوام کو بھٹکانے اور گمراہ کرنے کی ناپاک سازش کرتے ہیں، اور احادیث طیبہ کا حوالہ دے کر انہیں شکوک و شبہات اور تذبذب میں ڈالنا چاہتے ہیں، یہ غیر مقلدین ائمہ مجتہدین میں سے کسی کی اتباع نہیں کرتے، جبکہ قرآن واحادیث میں اس کی تاکید کی گئی ہے کہ نفس کی اتباع کی بجائے راسخ العلما کی اتباع و تقلید کر کے شریعت پر عمل پیرا ہوں۔ اور سلف و خلف کا اجماع ہو چکا ہے کہ جو چار مشہور امام ہیں مسائل فقہیہ میں ان میں سے کسی ایک کی اتباع اور تقلید کریں اور یہ غیر مقلدین اس حکم کے خلاف راہ اپنائے ہوئے ہیں، بلکہ تقلید کو تو خوارج کی طرح شرک و حرام کہتے ہیں۔ معاذ اللہ رب العلمین۔

محترم قارئین!

اس بد دماغ و فاتر العقل اور فاسد الفکر گروہ کے پھندے عوام اہل سنت کو

بہکانے اور الجھانے کے لئے کئی ایک ہیں، مثلاً:

(1) امام کے پیچھے قرات کرنا:

غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث کے فتنوں میں سے ایک فتنہ نماز میں امام کے پیچھے قرات کرنا ہے، حالانکہ یہ قرآن و احادیث کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(اعراف:۲۰۴)

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو؛ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وضاحت: اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت نہ کرنے کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ مفسر شہیر علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الآية نزلت في ترك الجهر بالقراءة وراء الإمام عن مجاهد قال: قرأ رجل من الأنصار خلف رسول الله صلّى الله عليه وسلّم في الصلاة، فنزلت وإذا قرئ القراٰن الآية۔

(روح المعاني:۹/۱۵۰، ط: امدادیہ ملتان)

فقہ حنفی کی مستند و معتبر کتاب در مختار میں ہے:

والمؤتم لا يقرأ مطلقا ولا الفاتحة في السرية اتفاقا،

فإن قرأ كره تحريما (الدر مع الرد: ٢٦٦/٢، كتاب الصّلاة، باب صفة الصلاة)

قال فی التنسيق: أنهم أجمعوا واتفقوا على أنها نزلت فی القراءة خلف الإمام وأخرج البيهقی عن الإمام أحمد قال:أجمع الناس على أن هذه الآية فی الصلاة.

(أوجز المسالک: ۲۴۶/۱، افتتاح الصلاۃ، باب القراءۃ خلف الامام)

اور احادیث طیبہ میں ہے:

عن أبی هريرة أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: إنما جعل الإمام ليوئتم به، فإذا كبر، فكبروا وإذا قرأ فأنصتوا۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر: ۸۴۶، دار الفکر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ امام بنایا گیا ہے، تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

عن جابر قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔

(موطأ الإمام محمد: حدیث نمبر: ۱۲۵، دار إحیاء التراث العربي)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے لیے امام ہو تو امام کی قراءت اس کے لیے کافی ہوگی۔ (یعنی اس کو الگ سے قراءت کرنے کی ضرورت نہیں)

قال (عبدالرحمن بن زید):أخبرنی أشیاخنا أن علیا رضی الله عنه قال:من قرأ خلف الإمام فلا صلاة له، قال:وأخبرنی موسٰی بن عقبة: أن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم وأبو بکر وعمر وعثمان کانوا ینهون عن القراءة خلف الإمام۔

(مصنف عبدالرزاق:رقم:۲۸۱۰،المکتب الإسلامي،بیروت)

ترجمہ: عبدالرحمن بن زید کہتے ہیں کہ: ہمارے مشائخ نے خبر دی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز ہی نہیں،اور موسیٰ بن عقبہ نے مجھے خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم،ابو بکر،عمر وعثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین،امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔

(2)نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنا:

اس دجالی گروہ کا ایک فتنہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا بھی ہے،جبکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ناف کے نیچے ہاتھ باندھا کرتے تھے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۰،ج ا حدیث نمبر:۳۹۵۹)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

عن ابی وائل قال قال ابوھریرۃ اخذ الا کف علی الا کف فی الصلوۃ تحت السرۃ۔ (ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی ص ۲۸۰، ج ۱)

ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلاَةِ وَضْعُ الأَيْدِي عَلَى الأَيْدِي تَحْتَ السُّرَرِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۳ ص ۳۲۴، وضع الیمین علی الشمال، حدیث نمبر: ۳۹۶۶)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی سنتوں میں سے دائیں ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (سنن ابی داؤد: ج 1 ص 117 باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھی جائے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَخْذُ الأَكُفِّ عَلَى الأَكُفِّ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(سنن ابی داود ج1 ص117، التمہید لابن عبد البر: ج8 ص164)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں ہتھیلیوں سے ہتھیلیوں کو پکڑ کر ناف کے نیچے رکھنا چاہیے۔

غیر مقلدین کے دیوبندی دارالافتا کا فتویٰ:

دارالعلوم دیوبند کے آفیشل ویب سائٹ پہ جواب نمبر 977 اور فتویٰ نمبر:745 میں ہے:

"نماز میں حالت قیام میں ہاتھ باندھنے نہ باندھنے میں اختلاف ہے، مالکیہ ارسال کرتے ہیں، باقی تین ائمہ وضع کے قائل ہیں اور اسی کو سنت کہتے ہیں، پھر حنفیہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو افضل کہتے ہیں، شوافع ناف سے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنے کو افضل کہتے ہیں۔ اور امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں، ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا افضل ہے اور ناف کے اوپر سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا افضل ہے، دونوں قول ہیں۔ اور حنابلہ عام طور پر شوافع کے موافق عمل کرتے ہیں، غرض چاروں ائمہ متفق ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا صحیح نہیں ہے، یہ رائے صرف غیر مقلدین کی ہے جو اجماع کا انکار کرنے کی وجہ سے گمراہ فرقہ ہے"

یعنی سینے کے اوپر ہاتھ باندھنا غیر مقلدین گمراہ فرقے کا اپنا طریقہ ہے، یہ

کسی امام کا طریقہ نہیں ہے، لہذا اس سے دور رہیں، اور حق کو اپنائیں۔

(3) آمین بالجہر کرنا:

زور سے گونج دار آواز کے ساتھ امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد حالت نماز میں آمین کہنا، یہ بھی غیر مقلدین کا ایک بڑا فتنہ ہے، جس کی وجہ سے بھولے بھالے مسلمان، خاص طور پر بزنس مین اور اسکول و کالج کے طلبہ کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں، جبکہ نبی کریم ﷺ آہستہ آمین کہتے تھے۔

عن وائل ابن حجر انه صلی مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال آمین واخفی بها صوته

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو جب نبی کریم ﷺ "غیر المغضوب علیهم و لا الضالین" پر پہنچے تو آپ ﷺ نے آمین کہا اور آہستہ آواز سے آمین کہا۔

(مسند احمد، ۳۱۶/۴، مستدرک للحاکم، ۲۵۳/۲ حدیث 1932۔ بحوالہ جاء الحق)

عن علقمه بن وائل عن ابیه ان النبی صلی الله علیه و سلم قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال امین و خفض بها صوته"

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "غیر المغضوب علیهم

ولا الضالین"، پڑھا اور آہستہ آمین کہی۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التامین، ج۱ص ۱۶۲)

عن أبي وائل قال لم يكن عمر وعلى رضى الله تعالى عنهما يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بآمين"۔

ترجمہ: حضرت ابووائل فرماتے ہیں ہے کہ حضرت عمر فاروق، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین جہر سے نہ کہتے تھے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الاذان، ج۶، ص۵۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال اذاامن الامام فامنوافانه من وافق تامينه تامين الملئكة غفرله ماتقدم من ذنبه"۔

(بخاری، ج۱، ص۱۰۸، مسلم شریف، باب التسمیع والتحمید والتامین، ج۱، ص۱۷۶، ترمذی، باب ماجاء فی فضل التامین، ج۱ص ۱۶۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امام آمین کہے توتم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پچھلے گناہوں کوبخش دیاجائے گا۔

(4)رفع یدین:

غیر مقلدین اس پھندے کوبھی زہر آلود تیر کی طرح استعمال کرتے ہیں، جس کے عدم جواز پر ماقبل میں احادیث کریمہ اور اقوال فقہاء ومجتہدین کی روشنی میں مختصر مگر دل نشیں وذہن نشین گفتگوہوچکی ہے۔

(5) کسی بھی مجتہد امام کی تقلید نہ کرنا:

امت کو گمراہ کرنے کا غیر مقلدین کا یہ بہت بڑا ہتھیار ہے اور اس کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے کسی بھی امام کی تقلید جائز نہیں، جس کو یہ غیر مقلدین شرک و حرام کہتے ہیں اور عوام اہل سنت کو بڑی آسانی سے اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، جبکہ یہ لوگ خود اپنے گرو گھنٹال اور مولویوں کی پیروی کرتے ہیں، مگر اسے تقلید کا نام دینے میں قوم سے حیا آتی ہے۔

اس طرح کے اور بھی کئی ایک فتنے اور حربے ہیں جن سے واقفیت عوام اہل سنت کے لئے ضروری ہے تاکہ واقفیت کے بعد اس باطل و مخالف گروہ کے فتنوں سے خود کو، اپنی نسلوں کو اور معاشرہ کو بچانے میں کامیاب رہیں۔

اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمائے اہل سنت سے جڑے رہیں، ان سے قریب رہیں اور دینی مسائل سیکھتے رہیں۔ دینی معاملات میں ان سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں، اسی میں ایمان و عقیدے کی حفاظت ہے۔

تقلید و غیر مقلدیت:

جب گفتگو غیر مقلدین کے حربوں اور ان کی بہکی چالوں کی چھڑ ہی گئی ہے تو تقلید کے بطن سے اوندھا پیدا شدہ غیر مقلدیت اور اسلام کی کوکھ سے معرض وجود میں آنے والی مطلوب و مستحسن تقلید پر کچھ سنجیدگی اور دلائل کے ساتھ گفتگو بھی ہو جائے تاکہ ہمارے سنی بھائی تقلید شرعی کی نزاکت و ضرورت اور اس کی اہمیت سے واقف ہو سکیں اور غیر مقلدیت کے غیر شرعی و غیر اسلامی ہونے سے باخبر ہو کر اپنا ایمان و عقیدہ محفوظ رکھ سکیں۔

حضور رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہدِ مبارک کے بعد وہ چار ائمہ ہدیٰ (امام ابو حنیفہ جو فقہ حنفی کے امام ہیں۔ امام مالک بن انس، جو فقہ مالکی کے امام ہیں۔ امام محمد بن ادریس شافعی، جو فقہ شافعی کے امام ہیں۔ امام احمد بن حنبل، جو فقہ حنبلی کے امام ہیں) جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ذہانت، وافر علوم و حکمت، فقہی بصارت اور قرآن و سنت کے معانی و مفاہیم، ان کے مصادیق کو سمجھنے، اجتہادی قوت اور مسائل کی باریکیوں کا فن و ہنر، لیاقت و صلاحیت عطا فرمائی، ان میں سے کسی ایک امام کی پیروی اور قرآن و سنت سے بیان کردہ مسائل پر عمل کرنے کو تقلید اور عمل کرنے والے خوش نصیب مسلمانوں کو مقلد کہتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی بھی امام مجتہد کی تقلید نہ کرنے کو غیر مقلدیت اور عمل نہ کرنے والے بلکہ انکار و اختلاف کرنے والے کو غیر مقلد کہتے ہیں، اسی غیر مقلد کو اہل حدیث اور سلفی بھی کہتے ہیں۔

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید میں ہے:

لأن الناس لم يزالوا من زمن الصحابة رضى الله عنهم إلى أن ظهرت المذاهب الأربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير من أحد يعتبر إنكاره ولو كان ذلك باطلا لأنكروه"۔ (مقدمۃ، ص:۱۲، المطبعۃ السلفیہ)

اسی میں ص ۱۳ پر ہے:

ولما اندرست المذاهب الحقة إلا هذه الأربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الأعظم والخروج عنها خروجا عن السواد الأعظم."

تفسیر رازی میں ہے:

إذا ثبت هذا فنقول: الآية دالة على أمور: أحدها: أن فى أحكام الحوادث ما لا يعرف بالنص بل بالاستنباط. وثانيها: أن الاستنباط حجة. وثالثها: أن العامى يجب عليه تقليد العلماء فى أحكام الحوادث. ورابعها: أن النبى صلى الله عليه وسلم كان مكلفا باستنباط الأحكام لأنه تعالى أمر بالرد إلى الرسول وإلى أولى الأمر."(ج:۱۰، ص:۱۵۴، داراحیاء التراث العربی)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إذا كان إنسان جاهل فى بلاد الهند أو فى بلاد ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكى ولا حنبلي ولا كتاب من

كتب هذه المذاهب وجب عليه أن يقلد لمذهب أبي حنيفة و يحرم عليه أن يخرج من مذهبه؛ لأنه حينئذ يخلع ربقة الشريعة ويبقى سدًى مهملًا."

(الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف للدهلوي ج ا ص ۷۹، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ)

ترجمہ: جب کوئی ناواقف عامی انسان ہندوستان اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہو (کہ جہاں مذہب حنفی پر ہی زیادہ ترعمل ہوتا ہے) اور وہاں کوئی شافعی، مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اس وقت اس پر واجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی تقلید کرے اور اس پر حرام ہے کہ حنفی مذہب کو ترک کردے؛ کیوں کہ اس صورت میں (مذہبِ حنفی کو ترک کرنا) شریعت کی رسی اپنی گردن سے نکال پھینکنا ہے اور مہمل و بے کار بن جانا ہے"۔

علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی رَحمۃُاللہِ تَعالٰی عَلَیہِ لکھتے ہیں:

"هٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ، قَدْ اِجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِيْ مَذَاهِبِ أَرْبَعَةٍ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ"۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح ج ۴ ص ۱۵۳)

ترجمہ: اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں جمع ہے: وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، آج کے دور میں جو ان چار

مذاہب سے خارج ہو بدعتی اور جہنمی ہے۔

یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ ۱۸۵۷ء سے قبل اہل حدیث کی شناخت و نام کے ساتھ دنیا کے کسی کونے میں اس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا، آسمان دنیا پر اہل سنت کا ہی چاند چمکتا و دمکتا نظر آتا تھا، یہ گروہ ۱۸۵٦ء کے بعد ہی غیر منقسم ہندوستان میں پیدا ہوا۔ غیر مقلدین کے مشہور مؤرخ مولانا شاہ جہاں پوری نے ۱۹۰۰ء میں کتاب "الارشاد الی سبیل الرشاد" لکھی، اس میں لکھتے ہیں:

"کچھ عرصہ سے ہندستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں، پچھلے زمانہ میں شاذو نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آتے، بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں، مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے۔" (الارشاد ص ۱۳)

توجب یہ نہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں تھا، نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں اس کا وجود تھا اور نہ تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کے ادوار میں، تو کیا نہ ہوا یہ نیا فرقہ اور نیا دین؟

اب بتائیے اسلام جیسے مہذب و پاکیزہ و خدائی دین کو چھوڑ کر نومولود دین و دھرم کا ماننا اور پرچار گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟ یقیناً اسلام جیسے قدیم و مستقیم دین کو چھوڑ کر سلفی دھرم کو اپنانا لادینی و بے دینی اور گمراہی ہے، اسی لئے مسلمانو! اس

دھرم اور اس کے ماننے والوں اور پرچار کوں سے دور رہیں۔

سوال وجواب:

اب اس نفیس گفتگو کو دو سوالات اور ان کے جوابات پر اختتام کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی غیر مقلد عوام اہل سنت کے ذہن کو منتشر کرنے اور انہیں تقلید کی سیدھی راہ سے بہکانے کے لئے سوال کر بیٹھیں کہ (1) کہ اگر تقلید ضروری ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں تھی؟ (2) چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں واجب ہے جب چاروں حق پر ہیں تو چاروں کی تقلید کی اجازت ہونی چاہیے جب چاہیں جس امام کی تقلید کریں؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ظاہری زندگی میں درپیش مسائل سے متعلق نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس کا حکم پوچھ لیا کرتے تھے، اور بسا اوقات جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کرنا ممکن نہ ہوتا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عنہم اجتہاد کر کے حکمِ شرعی پر عمل فرماتے تھے۔

اجتہاد کی اصل مشہور حدیث شریف ہے جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اوّلاً حدیث شریف کا متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ إِلَی الْیَمَنِ قَالَ: "کَیْفَ تَقْضِیْ إِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ؟" قَالَ: أَقْضِیْ بِکِتَابِ اللہِ قَالَ: "فَإِنْ

لَمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللهِ؟" قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: "فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ؟" قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلاَ آلُوْ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ۔

(مشکوٰۃ شریف ج۲ ص ۱۴، حدیث نمبر: ۳۷۳۷)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلے کروگے؟ عرض کیا: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ؟ عرض کیا: تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنّت سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: اگر تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنّت میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: اپنی رائے سے قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، فرماتے ہیں: تب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (تھپکی دی) اور فرمایا: شکر ہے اس کا جس نے رسولُ اللہ کے قاصد کو اس کی توفیق دی جس سے رسولُ اللہ راضی ہیں۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: صحابۂ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی، وہ تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور پیشوا ہیں کہ ائمّہ دین امام اعظم ابو حنیفہ و امام شافعی وغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ان کی پیروی کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب فضائل الصحابہ میں ہے:

"أَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمْ إِقْتَدَيْتُمْ إِهْتَدَيْتُمْ"

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، جن کی پیروی کروگے ہدایت پالوگے۔

(مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ، ۲/۴۱۴، حدیث:۶۰۱۸)

"علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین"

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، ۱/۵۳، حدیث:۱۶۵)

تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنّت۔

(فرض علوم دعوت اسلامی)

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ:

بلا شبہ چاروں امام (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اَجْمَعِیْن) حق پر ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک امام کی پیروی اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شخص اپنے نفس کی پیروی کرے گا، جب دل چاہے گا جس امام کا مسئلہ آسان اور اس کی خواہش کے مطابق ہوگا اس پر عمل کرلے گا، اور یہ شریعتِ مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے۔ کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ بعض ائمّہ کے نزدیک حلال اور وہی مسائل بعض ائمّہ کے نزدیک حرام ہیں، اور یہ نفس کا پیروکار صبح ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے ایک مسئلہ کو حرام سمجھ کر اس لئے عمل نہ کرے گا کہ اس میں اس کے نفس کا مفاد نہیں ہے، اور جب شام کو بلکہ اسی لمحے اس میں اپنا مفاد نظر آئے گا تو دوسرے امام کا مذہب اختیار

کرتے ہوئے اسی مسئلہ کو اپنے لئے حلال کرلے گا، اس طرح فقط خواہشِ نفس کی بنیاد پر احکامِ شرعیہ کو کھیل بنا کر پامال کرتا پھرے گا۔ اس لئے انسان کو خواہشِ نفس پر عمل کرنے کے بجائے دین و شریعت پر عمل کرنے کیلئے کسی ایک امامِ مجتہد کا مُقلّد ہونا ضروری ہے، ورنہ وہ فلاح وہدایت ہرگز نہ پاسکے گا۔

اس کو ایک دُنیاوی مثال سے یوں سمجھیں کہ اگر کسی منزل پر پہنچنے کے مختلف راستے ہوں تو منزل پر وہی شخص پہنچے گا جو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرے اور جو کبھی ایک راستہ پر چلے، کبھی دوسرے راستہ پر، پھر تیسرے پر پھر چوتھے پر تو ایسا شخص راستہ ہی ناپتا رہ جائے گا، کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہی حال اس شخص کا ہوگا جو کسی ایک امام کی تقلید کا دامن نہ تھامے، بلکہ کسی مسئلہ میں کبھی کسی امام کی پیروی کرے اور کبھی دوسرے کی، پھر تیسرے کی پھر چوتھے کی تو وہ منزلِ آخرت جو کہ جنّت ہے اس تک نہیں پہنچ سکے گا، بلکہ خواہشِ نفس کی خاطر راستہ ناپتا ہی رہ جائے گا، اور راہِ منزل سے گم ہوکر گمراہی واندھیرے میں جا پڑے گا۔(فرض علوم دعوت اسلامی)

مذکورہ بالا دونوں سوالات اور ان کے جوابات دعوت اسلامی کے آفیشیل ویب سائٹ کے اس لنک پر موجود ہیں:

https://www.dawateislami.net/islamicportal/ur/farzuloom/taqleed-ki-zarorat-wa-ahmiat

غیر مقلدین کے عقائد باطلہ:

محترم قارئین!

غیر مقلدین حضرات عوام اہل سنت کو بہکانے کے لئے طرح طرح کے پھندوں کا سہارا لیتے ہیں اور اپنے باطل عقائد و نظریات اور ناپاک افکار کو چھپاتے ہیں، یہ غیر مقلدین یعنی نام نہاد اہل حدیث قرآن و احادیث کا سہارا لے کر دجل و فریب اور دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور حنفیوں پر الزام لگادیتے ہیں کہ حنفی احادیث پر عمل نہیں کرتے ہیں، جبکہ خود ان نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین کا نہ قرآن پر عمل ہے اور نہ احادیث پر۔

ان کے عقائد ایسے حیا سوز اور اسلام دوز ہیں کہ انہیں پڑھ کر ہر سنجیدہ اور سمجھدار لعنت کی بوچھار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ و رسول کی شان میں گستاخیاں اس جماعت نے کی۔ انبیاء کرام کی توہین کا ارتکاب اس باطل گروہ نے کیا۔ صحابہ کرام کی اہانت اس باطل دھرم والوں نے کی۔ خلاف شریعت مسائل اس کے مولویوں نے گڑھے اور الزام سنی حنفی پر لگاتے ہیں۔ دیکھئے کس طرح کے باطل افکار و معتقدات اس نام نہاد سلفی اہل حدیث کے ہیں، جو ان کے بڑے مولویوں نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں، بلا شبہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عقیدت و محبت ہوگی اس کا دل ایک لمحہ پس و پیش کئے بغیر یہ فیصلہ کرے گا کہ ایسے عقائد و خیالات حق پرستوں کے نہیں ہو سکتے، بلکہ ایسے گندے عقائد باطل پرست جماعت کے ہی ہو سکتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولوی ابو عبداللہ قصوری لکھتے ہیں:

سب افعال واقوال آنحضرت ﷺ کے تشریعی اور محمود نہیں اور عصمت مطلقہ آپ ﷺ کے واسطے ثابت نہیں ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی بعض خطاؤں پر اعتراضات نہ کرتے۔ (تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالھام ص24،25)

مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں:

"افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا" ومنه یعلم ان من الصحابة من هو فاسق کالولید ومثله یقال فی حق معاویة وعمرو ومغیرة وسمرة معنی کون الصحابة عدو لانهم صادقون فی الروایة لا انهم معصومون۔ (نزل الابرار 3ص94)

ترجمہ: پس کیا وہ شخص جو مومن ہو فاسق کی طرح ہے، اور اس سے معلوم ہوا کہ بیشک صحابہ میں سے بعض وہ ہیں جو فاسق ہیں جیسے ولید اور اسی طرح کہا جائے گا معاویہ (بن ابوسفیان) کے حق میں اور عمرو (بن العاص) اور مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کی بات نقل کرنے میں صادق ہیں نہ یہ کہ وہ معصوم ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(کتاب التوحید والسنۃ ص273)

دیکھئے کس بے باکی کے ساتھ جہنمی کتے نے آقا کریم ﷺ کے برگزیدہ صحابہ کرام کی شان اقدس میں کھلی توہین اور گستاخی کی ہے اور اپنی نوک قلم سے گالی دی ہے، کیا اب بھی ایسے بدفکروں کے گمراہ ہونے میں کوئی شک کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں، ایسے لوگوں سے اور گستاخ مذہب سے دور رہنے میں ہی ایمان وعقیدے کی عافیت وحفاظت ہے۔ مسلمانوں کسی بھی لالچ میں غیر مقلدین اور نام نہاد اہل حدیث مولویوں کے قریب نہ جائیں اور نہ ان کی کوئی بات سنیں۔

غیر مقلدین کے اسی مولوی وحید الزمان نے حد سے تجاوز کرتے ہوئے دوسری جگہ لکھا:

ولهذا ماينبغي لنا ان نجحد نبوة الانبيا الاخرين الذين لم يذكرهم الله سبحانه في كتابه وعرفه بالتواتر من قوم ولو كفار انهم كانوا انبياء صلحاء كرام چندر ولچهمن و كشن جي بين الهنود وذراتشت بين الفرس و كنفيسوس وبدها بين اهل الصين وجابان وسقراط وفيثا غورث بين اهل اليونان بل يجب علينا ان نقول آمنا بجميع الانبياء لانفرق بين احدهم ونحن له مسلمون۔ (ہدیۃ المہدی 1 ص 85)

ترجمہ: ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم دیگر انبیاء کی نبوت کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نہیں کیا، اور کافروں میں تواتر کے ساتھ وہ معروف ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نیک انبیاء تھے جیسے رام چندر، لچھمن اور کرشن

جی جو ہندوؤں میں ہیں اور زرتشت جو فارسیوں میں ہے اور کنفیوسش اور مہاتما بدھ جو چین اور جاپان میں ہیں اور سقراط اور فیثا غورث جو یونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم یوں کہیں ہم ان تمام انبیاء ورسل پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم سب کے فرمانبردار ہیں۔

معاذ اللہ رب العامین !استغفر اللہ !اس بدحواس مولوی نے ہندوؤں کے بعض معبودان باطل کو بھی نبی تسلیم کرلیا جو کہ سراسر کفر ہے۔

مشہور غیر مقلد نواب نور الحسن خان عرف الجادی صفحہ 60 پر لکھتا ہے:

''روضۂ اطہر کو گرانا واجب ہے۔''(الروضۃ الندیہ صفحہ 178)

اللہ اکبر!ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم !اے آقا کریم ﷺ کے کلمہ پڑھنے والوں سنی مسلمانو!ذرا دیکھو تو سہی اس بد بخت مولوی نے حضور رحمت عالم، جان کائنات محمد عربی رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کے بارے میں کیا لکھ بیٹھا؟ وہ روضہ اطہر جس کے نیچے ہمارے اور آپ کے آقا، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ آرام فرما ہیں، جہاں صبح و شام فرشتے جبیں سائی کرنے آتے ہیں، جہاں انوار و تجلیات کی موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے، جس کی زیارت سے اہل عقیدت کی آنکھیں ٹھنڈک محسوس کرتی ہیں، اس مبارک روضہ کو یہ منحوس گرانے کا فتویٰ دیتا ہے، معاذ اللہ رب العامین۔ کیا ایسا شخص مسلمان ہوسکتا ہے؟ ایسی گھناؤنی بات ایک مومن کے قلم سے لکھی جاسکتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

ایسا لکھنے والا اور بولنے والا نہ مسلمان ہوسکتا ہے اور نہ مسلمانوں کا خیر خواہ

ہو سکتا ہے۔اے سنی مسلمانو! آقا کریم ﷺ کے اس مقدس مقام میں جلوہ فرما ہونے کی برکت سے اسے ایسی سعادت و فضیلت حاصل ہوگئی کہ حضرت امام عبدی مالکی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَنَّ الْمَشْیَ اِلَی الْمَدِیْنَۃ لِزِیَارَۃِ قَبْرِ النَّبِی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسلّم اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ وَمِن بَیْتِ الْمُقَدّس۔

یعنی بے شک رسولُ اللہ ﷺ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے مدینہ پاک کا سفر کعبۃُ اللہ اور بیت ُالمقدس (کے سفر) سے افضل ہے۔

(تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفۃ والقبر الشریف لابن الضیاء، جز1، ص334)

غیر مقلدین کے خلافِ شرع گندے مسائل:

(۱) خنزیر پاک ہے اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔(بدور الاھلہ ص16)

(۲) کتا، خنزیر، دم مسفوح، مردار، سب پاک ہے۔

(عرف الجادی ص10، بدور الاھلہ ص15)

(۳) خونِ حیض کے علاوہ تمام خون، منی، رطوبتِ فرج، خمر اور حلال جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں پاک ہیں۔(نزل الابرار 1 ص49)

(۴) اہل حدیث کا راجح مذہب یہ ہے کہ کتے کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

(نزل الابرار 1 ص50)

استغفر اللہ صد بار استغفر اللہ کیسے ناپاک مسائل لکھے ہیں، جن چیزوں کو

قرآن و احادیث میں ناپاک کہا گیا ان ناپاک چیزوں کو گوہ خوروں نے پاک کہہ دیا،
لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

قرآن میں خنزیر کے گوشت کو ناپاک کہا، دم مسفوح بھی حرام اور مردار کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ (المائدہ:آیت:۳)

(۵) غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان لکھتا ہے:

وقیل لایشترط الطھارۃ لمس المصحف وجزم به الشوکانی وغیرہ من اصحابنا۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ قرآن چھونے کے لیے طہارت شرط نہیں اس پر ہمارے اصحاب میں سے شوکانی نے جزم کیا ہے۔ (نزل الابرار 1 ص 9)

اس پاگل مولوی نے لکھا کہ قرآن شریف چھونے کے لئے طہارت شرط نہیں، جبکہ قرآن کا صاف اعلان اسے نظر نہیں آیا۔ آگے ملاحظہ کریں۔

(۶) غیر مقلد کے دوسرے مولوی نواب نور الحسن لکھتے ہیں:

اگرچہ محدث را مس مصحف جائز باشد۔ یعنی اگرچہ بے وضو شخص کے لیے قرآن کو چھونا (ہاتھ لگانا) جائز ہے۔

(عرف الجادی ص 15)

اس بے غیرت مولوی نے بے وضو قرآن شریف کو چھونے کو جائز کر دیا جبکہ قرآن و احادیث میں آیا ہے کہ بے وضو شخص کے قرآن شریف چھونا جائز نہیں

ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (سورہ واقعہ:۸۰)

ترجمہ: اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔

احادیث میں ہے:

عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ لما بعثہ والیا الی الیمن قال لا تمس القرآن الا وانت طاہر۔

(مستدرک حاکم ۳ ص ۴۸۵، دار قطنی ا ص ۱۲۲)

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم قرآن کو نہ چھونا مگر اس حالت میں کہ تم پاک ہو۔

عن عبداللہ بن ابی بکر بن حزم ان فی الکتاب الذی کتبہ رسول اللہ ﷺ لعمرو بن حزم ان لا یمس القرآن الا طاہر

(مؤطا امام مالک ص 185)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو خط عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا اس میں یہ بات تھی کہ قرآن کو پاک آدمی کے سوا کوئی نہ چھوئے۔

اس گروہ کا ایک دوسرا مولوی نواب صدیق حسن لکھتا ہے:

فمن صلی ملابسا لنجاسة عامدا فقد اخل بواجب

وصلاته صحیحة۔(الروضۃ الندیہ اص ۸۰)

ترجمہ: جس شخص نے جان بوجھ کر نجاست لگے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھی اس نے واجب میں خلل ڈالا البتہ نماز اس کی صحیح ہے۔

یہی نواب صدیق حسن اپنی کتاب بدور الاھلہ میں لکھتا ہے: وطہارت محمول وملبوس راشرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست۔(بدورالاھلہ ص39)

ترجمہ: نماز کے صحیح ہونے کے لیے اٹھائی ہوئی چیز اور پہنے ہوئے کپڑوں کے پاک ہونے کو شرط قرار دینا مناسب نہیں۔

نواب نور الحسن لکھتا ہے:

یا در جامہ ناپاک نماز گزار دو نمازش صحیح است۔(عرف الجادی ص ۲۲)

یعنی جس نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷)خطبہ جمعہ میں خلفاء الراشدین کا ذکر کرنا بدعت ہے۔

(ھدیۃ المہدی ص ۱۱۰)

(۸)حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی مقرر کرنا اصل اسلام کے خلاف تھا۔(طریق محمدی ص ۸۳)

(۹)حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل نہ قابل حجت ہے نہ واجب العمل۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ص ۲۵۲)

(۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خود ساختہ خلافت کا چار، پانچ سالہ دور امت کے لئے عذاب خداوندی تھا۔(صدیقہ کائنات ص ۲۳۷)

(۱۱) خلفاء الراشدین نے قرآن و سنت کے خلاف فیصلے دئے اور امت نے اس کو رد کر دیا۔(تنویر آلافاق فی مسئلۃ الطلاق ص ۱۰۷)

(۱۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا جائز نہیں ہیں۔(لغات الحدیث جلد ۲ص ۳۶)

معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ شریر تھے۔

(لغات الحدیث جلد ۲ص ۳۶)

(۱۳)اسلام کا سارا کام معاویہ رضی اللہ عنہ نے خراب کیا۔

(لغات الحدیث جلد ۳ص ۱۰۴)

(۱۴)بعض صحابہ مشت زنی کرتے تھے۔(عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۱۵)بعض صحابہ رضی اللہ عنہم فاسق تھے۔(نزل الابرار، جلد ۳ص ۹۴)

(۱۶)غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

رانوں میں صحبت کرنا اور دبر (پیچھے کے راستے) میں صحبت کرنا جائز ہے کوئی شک نہیں بلکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔(معاذاللہ۔استغفراللہ)

(بدور الاہلہ۔ص ۱۷۵)

(۱۷) مولوی وحید الزماں نے ایک عجیب وغریب مسئلہ غیر مقلدین کے لیے یہ بھی بیان کیا کہ:

خود اپنا آلہ ءتناسل اپنی ہی دبر میں داخل کیا تو غسل واجب نہیں۔

(نزل الابرار، ج ۱ص ۲۴)

(۱۸) جائز ہے کہ عورت غیر مرد کو اپنا دودھ چھاتیوں سے پلائے اگرچہ وہ مرد داڑھی والا ہو تاکہ ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہو جائے۔

(نزل الابرار ج۲ ص۷۷)

(۱۹) نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں:

اگر کسی عورت سے زید نے زنا کیا اور اسی زنا سے لڑکی پیدا ہوئی تو زید خود اپنی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ (عرف الجادی۔ ص۱۰۹)

(۲۰) مولوی وحید الزماں لکھتے ہیں:

خنزیر پاک ہے۔ خنزیر کی ہڈی، پٹھے، کھر، سینگ اور تھوتھنی سب پاک ہیں۔ (کنز الحقائق۔ ص۱۳)

دیکھیں کس طرح ان غیر مقلدین اور نفس پرست مولویوں نے شریعت کے خلاف مسائل گڑھ لئے اور کس بے باکی کے ساتھ اجلہ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی ہے اور تہمت بھی لگائی ہے؟ جس گروہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی ہو، صحابہ کرام سے دشمنی ہو تو وہ گروہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ جو جماعت ایمان و عقیدے دونوں کے لٹیرے ہوں تو مسلمانوں کا اس سے کیا رشتہ رہ جاتا ہے؟ اور کیوں مسلمان اس سے کسی طرح کا معاملہ رکھیں؟ ہرگز ہرگز مسلمان ایسے غیر شرعی اور باطل عقائد و مسائل رکھنے والے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں، اور نہ کوئی رشتہ، نہ کھانا پینا، نہ چائے پانی، نہ اٹھنا بیٹھنا اور نہ شادی بیاہ۔ اگرچہ مال و

دولت اور نوکری کی لالچ دیں، اگرچہ وہ سنی مسلمانوں کی اولاد کی شادی میں مالی مدد کی پیش کش کریں، ان کی ہر مدد کو مسلمان ٹھکرادیں اور اپنے ایمان کی دولت کی حفاظت کریں۔

مسلمانو! اوپر جو غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث کے بیس عقائد و مسائل انہیں کی کتابوں سے بیان کئے گئے ہیں، سب غیر شرعی اور نازیبا ہیں، اس لئے ایسے باطل عقائد و مسائل والی باطل جماعت سے بچیں اور مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہیں، اسی میں ایمان و عقیدے کے حفاظت ہے، اور دنیا و آخرت کی عافیت و بھلائی ہے۔

مسلمانو! یہ غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث اور سلفی لوگ اللہ و رسول جل جلالہ وصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کے پیارے صحابہ کے دشمن ہیں، ہمیں اللہ و رسول کے دشمنوں سے بچنا چاہئے، یہ شیطانی گروہ ہے جس سے ہمیں دور رہنا ہے، یہاں تک کہ ان کے کسی بھی جلسہ و محفل اور اجتماع میں بھی نہیں جانا ہے، تاکہ ہماراایمان بھی محفوظ رہے اور عقیدہ بھی اور اچھے لوگوں کی، حق جماعت کی صحبت اختیار کرنی چاہئے جس میں ہماری کامیابی اور آخرت کی بھلائی ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (الانعام آیت نمبر ۶۸)

ترجمہ: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنزالایمان)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمھارے پاس وہ احادیث لائیں گے جو نہ تم نے سنیں، نہ تمھارے باپ داداؤں نے، ان کو اپنے اور اپنے کو ان سے دور رکھو، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(مسلم، باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحمّلہا، ص۹، ح:۷)

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سیدنا سعید بن جبیر شاگردِ عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو راستہ میں ایک بد مذہب ملا۔ کہا، کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا، میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ۔ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا ”وَلَا نِصْفَ کَلِمَۃٍ“ آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا ”یہ ان میں سے ہے“ یعنی گمراہوں میں سے ہے۔

امام محمد بن سیرین شاگردِ انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس دو بد مذہب آئے، عرض کی، کچھ آیاتِ کلام اللہ آپ کو سنائیں! فرمایا، میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی کچھ احادیثِ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سنائیں! فرمایا، میں سننا نہیں چاہتا۔ انہوں نے اصرار کیا۔ فرمایا، تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھ جاتا ہوں۔ آخر وہ خائب و خاسر چلے گئے۔ لوگوں نے عرض کی: اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے؟ فرمایا، میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہوجاؤں۔

پھر فرمایا ''ائمہ کو تو یہ خوف اور اب عوام کو یہ جرأت ہے، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ دیکھو! امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمھارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتائی ''اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ'' ان (بدمذہبوں) سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمھارے رب عَزَّوَجَلَّ نے بتائی، ''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ'' (انعام:٦٨)

ترجمہ: یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہو جاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۵/۱۰۶، ۱۰۷ ملخصًا بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

گدائے مصطفیٰ ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی

تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

مقیم حال دوحہ قطر

